ڈاکٹر حافظ منیر احمد خان

اقبال اور حدیث

اسرارِ خودی کے حوالے سے

پاک و ہند میں علامہ اقبالؒ پر جس طرح لکھا گیا ہے، اس دور میں کسی اور شاعر یا ادیب پر نہیں لکھا گیا۔ اقبال اور قرآن (ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان) دیکھ کر خیال آیا کہ اقبال اور حدیث پر ضرور لکھنا چاہیے۔ معارف اقبال (ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان) میں ایک مضمون ضرور اس عنوان سے موجود ہے، لیکن وہ مختصر ہے۔ اقبال اور عشق رسالت مآب ﷺ (پروفیسر عبدالرشید فاضل) میں بھی اس موضوع پر کچھ بحث موجود ہے۔ ضرورت محسوس ہوئی کہ علامہ مرحوم کی ہر کتاب میں سے احادیث کی تلمیحات الگ الگ پیش کرنا زیادہ مفید ہو سکے گا، اسی مقصد کے پیش نظر فی الحال علامہ کی مثنوی اسرار خودی کی تلمیحات پیش کی جا رہی ہیں، آئندہ ان شاء اللہ علامہ کے دوسرے مجموعوں سے بھی تلمیحات پیش کرنے کی کوشش ہو گی۔ اللہ تعالیٰ سے اس مقصد کی کامیابی کے لیے دعا کرتا ہوں۔

اقبال نے قرآن اور حدیث دونوں سے استفادہ کیا ہے۔ رموز بے خودی کے آخر میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں:

گر دلم آئینہ بے جوہر است
ور بحرفم غیر قرآں مضمر است
اے فروغت صبح اعصار و دہور
چشم تو بینندۂ ما فی الصدور

پردۂ ناموس فکرم چاک کن
ایں خیاباں را ز خارم پاک کن

ص۱۶ کا شعر ہے:

زندگانی را بقا از مدعاست
کاردانش را درا از مدعاست

وہ زندگی بیکار ہے، جس میں آرزو نہ ہو۔ ہمت اور عزم کے ساتھ زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خیر الامور عوازمها (۱)

بہترین امور وہ ہیں، جن میں عزم ہو۔

یعنی تن من دھن کی بازی لگا دی جائے۔ عزم بالجزم بھی اسی کو کہتے ہیں۔

ص۱۷ کا شعر ہے:

علم از سامان حفظ زندگی است
علم از اسباب تقویم خودی است

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا ہے۔

اللّٰھم انی اعوذبك من العلم لاینفع (۲)

اے اللہ میں بے شک تیری پناہ چاہتا ہوں، ایسے علم سے جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔

(یعنی جو تیری رضا کے مطابق نہ ہو۔ یہاں علم کا مقصد اپنی خودی کی تعمیر ہے)

ص۱۸ کا شعر ہے:

علم و فن از پیش خیزان حیات
علم و فن از کانہ زاداں حیات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علما، انبیا کے وارث ہیں، لیکن انبیا نے میراث میں کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑا بلکہ علم کی میراث چھوڑی، جو اس میراث کو لیتا ہے وہ بڑے نصیب والا ہے۔ (۳)

ایک حدیث میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعا منقول ہے، جس کے الفاظ یہ

ہیں:

اللّٰھم انفعنی بما علمنی و علمنی بما ینفعنی وزدنی علما(۴)

اے خدا جو کچھ تو نے مجھے سکھایا ہے اس کا نفع دے، اور مجھے وہ بات سکھا جو مجھے نفع پہنچائے اور میرے علم کو زیادہ کر۔

ص۲۰ کا شعر ہے:

بوریا ممنون خواب راحتش
تاج کسریٰ زیر پائے امتش

ا۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کھجور کے پٹھوں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، چٹائی کے اوپر کوئی فرش نہیں تھا۔ بوریے نے آپ کے پہلو پر نشان ڈال دیے تھے۔(۵)

۲۔ولن طالت بك حیاۃ لتفتحن کنوز کسریٰ (۶)

اگر تمہاری عمر طویل ہو تو تم کسریٰ کے خزانوں کو فتح کرو گے۔

یہ پیشین گوئی حضرتؓ کے زمانے میں پوری ہوئی۔

ص۲۰ کا شعر ہے:

در شبستانِ حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

کان لایری رویا الاجاء ت مثل فلق الصبح ثم حبب الیه الخلاء وکان یخلوا بغار حراء فیحنث فیه (۷)

ابتدائے نزول وحی سے پہلے آپ کو خلوت محبوب تھی اور غار حرا میں خلوت گزیں ہو جاتے تھے۔ (اسی خلوت گزینی میں انسانیت کے لیے سب کچھ عطا فرمایا)

ص۲۱ کا شعر ہے:

آں کہ بر اعدا درِ رحمت کشاد
مکہ را پیغام لاتثریب داد

فتح مکہ کے موقع پر حضور انور ﷺ نے فرمایا:

الیوم یوم البر و الوفاء (۸)

آج کا دن سلوک کرنے اور عطیات دینے کا دن ہے۔

پھر قریش سے فرمایا:

اذھبوا فانتم الطلقاء لا تثریب علیکم الیوم (۹)

جاؤ تم آزاد ہو اور تم پر آج کوئی مواخذہ نہیں۔

ص ۲۱ کا شعر ہے:

امتیازاتِ نسب را پاک سوخت
آتشِ او ایں خس و خاشاک سوخت

حجۃ الوداع کے مشہور خطبے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں:

فلیس لعربی علیٰ عجمی فضل ولا لعجمی علیٰ عربی ولا لاسود علیٰ ابیض ولا لابیض علیٰ اسود فضل الا بالتقویٰ (۱۰)

پس نہ کسی عرب کو عجمی پر فوقیت حاصل ہے، نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر، نہ کالا گورے سے افضل ہے، نہ گورا کالے سے، ہاں بزرگی کا کوئی معیار ہے تو وہ تقویٰ ہے۔

ص ۲۲ کا شعر ہے:

من چہ گویم از تولایش کہ چیست
خشک چوبے در فراق او گریست

مولانا رومؒ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے:

استن حنانہ از ہجر رسول
نالہ می زد ہمچو ارباب عقول (۱۱)

کان صلی اللہ علیہ وسلم اذا خطب یستند الیٰ جذع نخلتہ من سواری المسجد فلما صنع المنبر و استوی علیہ اضطربت تلک الساریۃ کحنین الناقۃ حتیٰ سمعھا اھل المسجد (۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے ایک تنے کے سہارے خطبہ دیا کرتے تھے، جب آپ کے لیے منبر تیار کیا گیا اور اس پر چڑھ کر خطبہ دینے لگے تو وہ کھجور کا تنا

مضطرب ہو گیا اور اونٹنی کے گریہ کی طرح گریہ وزاری کرنے لگا، یہاں تک کہ اس کی آواز اہل مسجد نے بھی سنی۔

ص۲۲ کا شعر ہے

خاک یثرب از دو عالم خوش تر است،
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

ا۔ ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنه و منبری علی حوضی (۱۳)

میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

۲۔ المدینة خیر لهم لو کانوا یعلمون (۱۴)

مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر انہیں معلوم ہو جائے۔

ص۲۳ کا شعر ہے:

اند کے اندر حرائے دل نشین
ترک خود کن سوئے حق ہجرت گزین

والمهاجر من هجر ما نهى الله عزوجل منه (۱۵)

اور خدا کے راہ میں ہجرت کرنے والا وہ شخص ہے، جو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں سے الگ ہو جاتا ہے۔

ص۲۳ کا شعر ہے:

محکم از حق شو سوئے خود گام زن!
لات و عزائے ہوس را سر شکن!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت خالد بن ولیدؓ مکے کے قریب نخلہ گئے اور لیکر کے درختوں (یعنی جھاڑیوں) کو کاٹ دیا اور عزیٰ کو ڈھا دیا، پھر واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم کو وہاں کچھ نظر آیا؟ حضرت خالدؓ نے جواب دیا کہ کچھ بھی نہیں۔ فرمایا: تو تم نے اس کو ڈھایا نہیں۔ حضرت خالدؓ

دوبارہ گئے اور برابر چوکنے رہے۔ جب مجاوروں نے خالدؓ کو دیکھا تو پہاڑوں پر پھیل گئے اور کہنے لگے کہ عزیٰ! اس کو لے۔ اس کو ہلاک کردے ورنہ زلت کے ساتھ مر جا۔ فوراً ایک کالی بھجنگ، ننگی، سر بکھرے ہوئے، سر اور منہ پر خاک اڑاتی ہوئی عورت برآمد ہوئی۔ خالدؓ نے تلوار سونت لی اور فرمایا کہ میں تجھے نہیں مانتا۔ میں تجھے پاک نہیں جانتا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اللہ نے تجھے ذلیل کیا ہے، پھر تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیے اور رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو واپس آ کر اطلاع دے دی، فرمایا کہ ہاں وہ عزیٰ تھی، اب وہ تمہارے شہر میں پوجی جانے سے ہمیشہ کے لیے ناامید ہوگئی۔ (۱۶)

ص ۲۴ کا شعر ہے:

خود فرود آ از شتر مثل عمرؓ
الحذر از منتِ غیر الحذر

اس شعر میں حضرت عمرؓ کی طرف جس واقعے کو منسوب کیا گیا، کتب احادیث میں اس کی نسبت دوسرے حضرات کی طرف کی گئی ہے۔ یہ واقع حضرت عمرؓ کا معلوم نہیں ہوتا۔ حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلایا اور فرمایا کہ میں کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، میں نے عرض کیا کہ بہت اچھا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا کوڑا اگر جائے، وہ بھی کسی سے نہ مانگو بلکہ خود اتر کر اٹھالو۔ (۱۷)

ص ۲۵ کا شعر ہے:

رزق خویش از نعمت دیگر مجو
موج آب از چشمہ خاور مجو

حضور انور ﷺ نے فرمایا:

ان المسئلة لاتحل (۱۸)

بے شک سوال کرنا حلال نہیں۔

ص ۲۵ کا شعر ہے:

آں کہ خاشاک بتاں از کعبہ رفت
مرد کاسب را حبیب اللہ گفت

الکاسب حبیب اللّٰہ (۱۹)

کمانے والا اللہ کا دوست ہے

یہ قول مشہور ہے۔ اقبال نے حاشیے میں اسے حدیث لکھا ہے۔

ص ۲۷ کا شعر ہے:

پنجۂ او پنجۂ حق می شود
ماہ از انگشت او شق می شود

اس شعر کے پہلے مصرع میں حدیث قربِ نوافل اور دوسرے مصرع میں واقعۂ شق القمر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

ا۔ بندہ، نوافل کے ذریعے مجھ سے قرب حاصل کرنے کے لیے مسلسل کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے۔ (۲۰)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے کہ کفارِ مکہ کے معجزہ طلب کرنے پر آپ کی انگلی کے (اشارے سے) چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے (جن میں سے) ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے چلا گیا اور دوسرا (پہاڑ کے) اس طرف رہ گیا۔ آپ نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ گواہ رہو۔ (۲۱)

مولانا احمد رضا خاں نے یہ شعر اردو میں اس طرح کہا ہے:

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجا چر گیا

ص ۲۸ کا شعر ہے:

بازگیر ایں عاملِ بد گوہرے
ورنہ بخشم ملک تو با دیگرے

رب اشعث اغبر مدفوع بالا بواب لو اقسم علی اللّٰہ لابرہ (۲۲)

بہت سے ایسے لوگ ہیں، جن کے بال پریشان، گرد آلود ہوتے ہیں اور دروازوں سے

دھتکارے جاتے ہیں، اگر وہ اللہ پر کسی بات کی قسم کھالیں تو وہ اسے پورا کر دیتا ہے۔
(اس لیے ایسے لوگ اگر حاکموں کی تبدیلی بھی چاہیں تو اللہ تعالیٰ کر دیتا ہے۔)
ص۲۹ کا شعر ہے:

نیشتر بر قلب درویشاں مزن
خویش را در آتش سوزاں مزن

انما ینصر اللّٰہ ھذہ الامة بضعیفھا بدعوتھم و صلوتھم و اخلاصھم (۲۳)

اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد اس کے ضعیفوں کے ذریعے کرتا ہے، ان کی دعاؤں اور ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کی بہ دولت (اس لیے ایسے صالحین کو ستانا ٹھیک نہیں)
ص۳۶ کا شعر ہے:

قومہا از سکرِ مسموم گشت
خفت و از ذوقِ عمل محروم گشت

افلاطون نے عالم اسباب کو محض افسانہ قرار دیا اور:

گفت سر زندگی در مردن است

ایک حدیث میں ایسے گم راہوں کے تابعین کی مذمت ہے:

لترکبن سنن الذین من قبلکم حذو النعل بالنعل (۲۴)

تم ان لوگوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے، جو تم سے پہلے تھے، جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کے برابر کاٹی جاتی ہے۔
ص۳۷ کا شعر ہے:

ہرچہ باشد خوب و زیبا و جمیل
در بیابان طلب ما را دلیل

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شک نہیں کہ دنیا سرسبز اور شیریں ہے اور اللہ تم کو (پچھلوں کا) جانشین اس دنیا میں بنائے گا اور دیکھے گا کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔ (۲۵)

مطلب یہ کہ کوئی چیز اچھی نظر آتی ہے، وہ دلیل اس بات کی ہے کہ اچھی چیز کی طرف دوڑنا چاہیے۔

ص ۳۹ کا شعر ہے:

وائے قومے کز اجل گیرد برات
شاعرش وا بوسد از ذوق حیات

شعر کی تائید فتح الباری کی روایت سے ہوتی ہے کہ جب آیت

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ٥ (۲۶)

اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں۔

نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ، حسان بن ثابت اور کعب بن مالک جو شعرائے صحابہ میں مشہور تھے، روتے ہوئے سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ ذوالجلال نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور ہم بھی شعر کہتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آیت کے آخری حصے کو پڑھو، مقصد یہ تھا کہ تمہارے شعر بے ہودہ اور غلط مقصد کے لیے نہیں ہوتے، اس لیے تم اس استثنا میں داخل ہو۔ (۲۷)

ص ۳۹ کا شعر ہے:

خوش نماید زشت را آئینہ اش
در جگر صد نشتر از نوشینہ اش

حضرت عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے شعر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ٹوکا کہ تم حرم اللہ میں شعر پڑھ رہے ہو؟ حضور انور صلی الہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمر اس کو چھوڑ دو:

فانه اشد علیهم من رشق النبل (۲۸)

پس وہ (شعر) ان (کافروں) کے لیے تیروں کے زخم سے زیادہ سخت ہے۔

ص ۴۵ کا شعر ہے:

تو ہم از بار فرائض سر متاب

برخوری از عندہ حسن الماب

حب الدنیا راس کل خطیئة (۲۹)

دنیا کی محبت ہر برائی کا سرچشمہ ہے۔

(لیکن فرائض کے ادا کرنے کے لیے دنیا سے تعلق ضروری ہے)

ص۴۶ کا شعر ہے:

شکوہ سنج سختی آئیں مشو

از حدود مصطفیٰ بیروں مرو

فمن کانت فترته الی الکتاب و السنة فلام ما هو (۳۰)

جو شخص حدیث پر ٹھہرے اس نے سیدھے راستے کا قصد کیا۔

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو اپنانا صحیح راستہ ہے۔ وہ سختی نہیں ہے)

ص۴۷ کا شعر ہے:

امتزاج ما و طیں تن پرور است

کشتہ فحشا ہلاک منکر است

بغوی نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ایک انصاری جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچوں نمازیں پڑھتا تھا، لیکن اس کے باوجود کوئی کھلا ہوا گناہ ایسا نہ تھا، جس کا وہ ارتکاب نہ کرتا ہو۔ اس کی یہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی۔ حضور نے فرمایا کہ کسی دن اس کی نماز اس کو (ان گناہوں سے) روک دے گی۔ چناں چہ کچھ ہی مدت کے بعد اس نے توبہ کر لی اور اس کی حالت ٹھیک ہو گئی۔ (۳۱)

ص۴۷ کا شعر ہے:

تا عصائے لا الہ داری بدست

ہر طلسم خوف را خواہی شکست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل لا الہ الا اللہ کو نہ موت کے وقت کوئی وحشت ہوگی، نہ قبر میں اور نہ قبر سے اٹھنے کے وقت، گویا میری آنکھیں اس وقت کا حال دیکھ رہی ہیں، جب یہ لوگ اپنی قبروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھیں گے۔

الحمد للّٰہ الذی اذھب عنا الحزن (۳۲)
شکر ہے اللہ کا، جس نے ہمارا غم دور کر دیا۔
ص ۴۷ کا شعر ہے:

در کف مسلم مثال خنجر است
قاتل فحشا و بغی و منکر است

ص ۴۷ کا پہلا شعر:

می کند از ما سوا قطع نظر
می نہد سا طور بر حلق پسر

اس شعر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

مطلب اس کا یہ ہے کہ جو شخص غیر اللہ سے قطع نظر کر لیتا ہے، وہ اللہ کے لیے ہر قربانی دے سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ واقعہ اس قربان گاہ میں ہوا، جہاں آج بھی قربان گاہ ہے (یعنی منیٰ)۔(۳۳)

ص ۴۸ کا شعر ہے:

دل ز حتیٰ تنفقوا محکم کند
زر فزاید الفت زر کم کند

حضرت انسؓ بن مالک کا بیان ہے کہ مدینے میں حضرت ابوطلحہؓ انصاریوں میں سب سے زیادہ مال دار تھے۔ آپ کا مرغوب ترین مال (بستان) بیرحاء تھا، جو مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی تشریف لے جا کر وہاں کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ جب آیت **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ** (۳۴) نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: **لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ،** مجھے اپنے مال میں سب سے زیادہ بیرحاء پسند ہے، میں اللہ کی خوش نودی کے لیے اس کو دیتا ہوں۔ امید ہے کہ اللہ اس کا ثواب اور

اجر میرے لیے جمع رکھے گا۔ آپ جس طرح چاہیں، اس باغ میں تصرف کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واہ واہ، یہ تو نفع بخش مال ہے۔ جو کچھ تم نے کہا، میں نے سن لیا۔ میرے نزدیک یہی مناسب ہے کہ تم یہ اپنے قرابت داروں کو دے دو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا کہ بہت خوب یا رسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا۔ چناں چہ حضرت ابوطلحہؓ نے وہ باغ اپنے اقربا اور چچا زاد بھائیوں کو تقسیم کر دیا۔ (۳۵)

ص۴۹ کا شعر ہے:

نوع انساں را بشیر و ہم نذیر
ہم سپاہی ہم سپہ گر ہم امیر

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بشیر و نذیر کے ساتھ ساتھ سپاہی اور سپہ گر بھی ہیں۔ حضرت عقبہ بن عامر کا بیان ہے کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے:

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (۳۶)

تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو۔

اس زمانے میں تیر اندازی بہت اہم قوت تھی۔ (۳۷)

ص۵۰ کا شعر ہے:

ذات او توجیہِ ذاتِ عالم است
از جلالِ او نجاتِ عالم است

اکثر صوفیہ نے ایک قول کو جس کو امام غزالی اور ابن عربی نے بھی نقل کیا ہے، حدیث قدسی کہا ہے:

کنت کنزاً مخفیا فاردت ان اعرف فخلقت الخلق (۳۸)

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا۔ پس چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے خلق کو پیدا کیا۔

(اسی لیے اللہ تعالیٰ کے نائب (انسان) کو بھی نیابت کی شان قائم رکھنی چاہیے)

ص۵۱ کا شعر ہے:

مسلم اول شہِ مرداں علیؓ
عشق را سرمایۂ ایماں علیؓ

حضرت علیؓ کے ایک شاگرد نے فرمایا:

سمعت علیا یقول انا اول من اسلم

میں نے علی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں پہلا شخص ہوں جو اسلام لایا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ نبی امی ﷺ نے مجھے وصیت کی:

انه لا یبغضنی الا منافق ولا یحبنی الامومن (۳۹)

مجھ سے (علیؓ سے) صرف وہ عداوت رکھے گا، جو منافق ہوگا اور وہ شخص محبت کرے گا، جو مومن ہوگا۔

ص ۵۳ کا شعر ہے:

مرسل حق کرد نامش بو تراب
حق ید اللہ خواند در ام الکتاب

اللہ تعالیٰ نے مجازاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو ید اللہ (اللہ کا ہاتھ) فرمایا، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو ابا تراب فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (۴۰)

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

دراصل بیعت کا واقعہ اس وقت پیش آیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو بہ طور قاصد مکہ بھیجا، مگر وہاں سے حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پھیل گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انتقام لینے کے لیے حدیبیہ میں موجود چودہ یا پندرہ سو مسلمانوں سے جنگ سے نہ فرار ہونے کی بیعت لی اور یہ بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہوئی۔

حضرت علیؓ کے لقب ابوتراب کا واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کسی وجہ سے حضرت فاطمہؓ سے ناخوش ہو کر مسجد میں جا کر لیٹ گئے اور ان کے جسم پر وہاں کی گرد لگ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالت میں دیکھ کر فرمایا:

قم یا ابا تراب، قم یا ابا تراب

اٹھو اے ابو تیراب! اٹھو اے ابو تراب!

اس وقت سے حضرت علیؓ کی یہ کنیت مشہور ہو گئی۔(۴۱)

ص ۵۳ کا شعر ہے:

ہر کہ در آفاق گردد بو تراب
باز گرداند ز مغرب آفتاب

پہلے مصرع کے لیے گزشتہ شعر کی حدیث دیکھیں۔

دوسرے مصرع میں ایک ضعیف روایت کی طرف اشارہ ہے کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے زانوں پر سر رکھا، نیند آ گئی۔ نماز عصر کا وقت جا رہا تھا۔ حضرت علیؓ نے نماز پڑھی نہ تھی، لیکن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانا مناسب نہیں سمجھا۔ حضور بیدار ہوئے تو پوچھا کہ تم نے نماز پڑھی؟ عرض کی کہ نہیں پڑھی۔ حضور نے دعا کی تو فوراً سورج واپس آ گیا۔(۴۲)

ص ۵۳ کا شعر ہے:

زیر پاش ایں جا شکوہ خیبر است
دستِ او آں جا قسیم کوثر است

اس شعر میں اشارہ اس روایت کی طرف ہے کہ حضرت علیؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مسلمانوں کو آب کوثر پلائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ فرماتے تھے کہ علیؓ میں پانچ خصوصیتیں ہیں، (ان میں سے) تیسری یہ ہے کہ وہ میرے حوض (کوثر) کے کنارے کھڑے ہوں گے اور جس کو میری امت میں سے پہچانتے ہوں گے، اسے (اب کوثر) پلائیں گے۔(۴۳)

پہلے مصرع میں درِ خیبر کو اکھاڑ پھینکنے کی تلمیح ہے۔

ص ۵۴ کا شعر ہے:

ذاتِ او دروازۂ شہر علوم
زیر فرمانش حجاز و چین و روم

حضرت علیؓ کے متعلق حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا مدینة العلم و علی بابھا (۴۴)
میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ۔
ص ۵۴ کا شعر ہے:

خاک گشتن مذہب پروانگی است
''خاک را اب'' شو کہ ایں مردانگی است

یہاں حضرت علیؓ کی کنیت (ابوتراب) کی طرف تلمیح کی گئی ہے، جو ص ۵۳ کے پہلے شعر میں آ چکی ہے۔
ص ۵۴ کا شعر ہے:

در عمل پوشیدہ مضمونِ حیات
لذتِ تخلیق قانونِ حیات

اس مضمون کے لیے مندرجہ ذیل حدیث سے استنباط کیا جا سکتا ہے:
لا خیر فی حزم بغیر عزم (۴۵)
بغیر عزم کے صرف ہوش یاری سے کوئی فائدہ نہیں۔
ص ۵۵ کا شعر ہے:

آزماید صاحبِ قلبِ سلیم
زورِ خود را از مہماتِ عظیم

حضرت ابو ہرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک طاقت ور مومن کم زور مومن سے بہتر اور پسندیدہ ہے۔ (یعنی مومن کی شان یہ ہے کہ وہ بلند ہمت ہو اور ہرگز نہ گھبرائے، خواہ کتنی ہی مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسا رکھتے ہوئے اعلیٰ اعمال میں کوشش کرتا رہے۔) (۴۶)
ص ۵۷ کا شعر ہے:

از رموزِ زندگی آگاہ شو
ظالم و جاہل ز غیر اللہ شو

صوفیہ نے انسان کے ظلوم وجہول ہونے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ انسان کے اکثر

افراد نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ معرفت اور تجلیات الٰہیہ کی اس استعداد کو کھو دیا، جو فطرت اللہ ہے۔ اللہ نے سب لوگوں کو اس فطرت پر پیدا کیا ہے۔ اکثر انسان انتہائی نادان بھی ہیں، جو چیز فوت ہو گئی، اس کی خوبی سے ناواقف ہیں اور جو کمایا، اس کی خرابی سے لاعلم ہیں۔

اللہ کے رسول نے فرمایا کہ پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ (۴۷) علامہ اقبال نے اسی قول سے استنباط کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ غیر اللہ (قوت) کی پروا نہیں کرنی چاہیے۔

ص ۵۹ کا شعر ہے:

تا کجا خود را شماری ما و طیں
از گل خود شعلۂ طور آفریں

حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کا مادۂ تخلیق ماں کے پیٹ میں بہ شکل نطفہ چالیس روز تک جمع رکھا جاتا ہے، پھر وہ مادہ خون کا لوتھڑا ہو جاتا ہے۔ (۴۸)

یعنی انسان کی ایسی تخلیق ہوئی ہے، لیکن یہی انسان (موسیٰ علیہ السلام کی طرح) کوہ طور میں دیدار الٰہی سے مشرف ہو سکتا ہے (یعنی بڑے سے بڑے کاموں کی صلاحیت رکھتا ہے) ضربِ کلیم میں علامہ نے مسلمان کا حوصلہ کتنا بلند کیا ہے:

بالائے سر رہا تو ہے نام اس کا آسماں
زیرِ پر آگیا تو یہی آسماں، زمیں

ص ۷۰ کا شعر ہے:

طبع مسلم از محبت قاہر است
مسلم ار عاشق نباشد کافر است

لایومن احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده و ولده و الناس اجمعین (۴۹)

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا، جب تک میں اس کے لیے اس کے باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(مسلمان سراپا محبت ہے اور اس محبت ہی سے اس کا مقام بلند ہے)

ص ۷۰ کا شعر ہے:

خیمہ در میدانِ الا اللہ ز دست
در جہاں شاہد علی الناس آمدست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن نوح علیہ السلام بلائے جائیں گے اور ان سے دریافت کیا جائے گا کہ کیا تبلیغ کی؟ نوح عرض کریں گے کہ پروردگار میں نے بے شک تیرا پیام پہنچا دیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی امت سے دریافت فرمائے گا کہ تم کو نوح علیہ السلام نے احکام پہنچائے؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس تو کوئی آیا نہیں۔ پھر نوح سے پوچھا جائے گا کہ تمہارا گواہ کوئی ہے نوح عرض کریں گے کہ میرے گواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ پھر تم وہاں آکر گواہی دو گے۔ پھر آپ ﷺ نے

كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (۵۰)

اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل امت بنایا ہے، تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو۔

پڑھی اور فرمایا کہ تم نوح کی تبلیغ کی گواہی دو گے اور میں تمہاری گواہی دوں گا۔ (۵۱)

ص ۷۰ کا شعر ہے:

صلح، شر گردد چو مقصود است غیر
گر خدا باشد غرض جنگ است خیر

مطلب یہ کہ صلح اور جنگ اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔

اس مضمون کے لیے مندرجہ ذیل حدیث سے استنباط کیا جا سکتا ہے:

جس سے محبت کرو، اللہ تعالیٰ کے لیے کرو اور جس سے نفرت کرو، اللہ تعالیٰ کے لیے کرو۔ (۵۲)

ص ۷۱ کا شعر ہے:

از ہوس آتش بجاں افروختے
تیغ را ہل من مزید آموختے

مقصد اس شعر کا یہ ہے کہ جنگ خالصۃً اللہ کے لیے ہونی چاہیے، غیر اللہ کے لیے

نہیں۔ (دیکھیں گزشتہ شعر کی تلمیح)

ص ۷۸ کا شعر ہے:

اے امینِ حکمت اُم الکتاب
وحدت گم گشتۂ خود بازیاب

اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ قرآن، وحدت کی تعلیم دیتا ہے، فرقہ پرستی کی نہیں۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح بکریوں کو شکار کرنے والا بھیڑیا، گلے سے بچھڑنے والی، گلے سے دور رہ جانے والی، اور گلے سے الگ ہونے والی بکری کو شکار کر لیتا ہے، اسی طرح انسان کے لیے شیطان بھیڑیا ہے۔ (جماعت سے ہٹ کر ادھر ادھر کی) گھاٹیوں (میں بھٹکتے پھرنے) سے بچو اور جماعت و جمہور کے ساتھ رہو۔ (۵۳)

ص ۸۱ کا شعر ہے:

تا کجا در روز و شب باشی اسیر
رمزِ وقت ازلی مع اللہ یاد گیر

مطلب یہ کہ اللہ کو پکڑو۔ دنیا سے اتنا دل نہ لگاؤ کہ اللہ کو بھول جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمہاری تین باتیں اللہ کو پسند ہیں اور تین ناپسند۔ تم اللہ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا ساجھی نہ جانو، اور سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور اللہ جس کو تمہارا حاکم بنا دے، اس کی خیر خواہی کرو۔ یہ باتیں اللہ کو پسند ہیں اور وہ ناپسند کرتا ہے، فضول قیل و قال کو اور مال کو برباد کرنے کو اور کثرت سوال کو۔ (۵۴)

دوسرے مصرع سے متعلق حدیث ہے:

لی مع اللہ وقت (۵۵)

میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک وقت ہوتا ہے۔

ص ۸۲ کا شعر ہے:

زندگی از دہر و دہر از زندگی است

لا تسبوا الدھر فرمانِ نبی است

لا تسبوا الدھر فان الدھر ھو الله (۵۶)

زمانے کو برامت کہو، اس لیے کہ اللہ ہی زمانہ ہے۔

زبورِ عجم سے ماخوذ

ص۲ کا شعر ہے:

درطلب کوش و مدہ دامنِ امید ز دست
دولتے ہست کہ یابی سرِ راہے گاہے!

اقبال کہتے ہیں کہ سالک کو لازم ہے کہ حصول مقصد کے لیے جدوجہد سے غافل نہ ہو، برابر کوشش کرتا رہے اور اس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ دولت سرِراہ پڑی ہوئی مل جاتی ہے، یعنی جب اس کی نگاہِ کرم بندے کے حال پر ہوتی ہے تو سوسال کا راستہ ایک آہ (لمحے) میں طے ہو جاتا ہے۔

یہ مضمون اس آیت سے ماخوذ ہے:

لَاتَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (۵۷)

اے لوگو! اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

اس آیت کے ذیل میں بخاری شریف کی ایک حدیث ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کتنا ہی گناہ گار ہو، اگر توبہ کرلے تو وہ سارے گناہ ایک لمحے میں ختم ہو جاتے ہیں، بالکل اسی طرح کہ جس طرح سوسال کا راستہ ایک لمحے میں طے ہو جاتا ہے۔ حدیث یہ ہے:

عن ابن عباسؓ ان ناسا من اھل الشرك كانوا قد تقلوا فاكثروا، وزنوا فاكثروا، فاتوا محمداً صلى الله عليه وسلم فقالوا ان الذى تقول و تدعوا اليه لحن لوتخبرنا ان لما عملنا كفارة، فنزل! وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَايَزْنُوْنَ ونزل قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (۵۸)

بعض مشرکین جو قتل وزنا کے مرتکب تھے، حاضر خدمت نبوی ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یہ آپ کی باتیں اور آپ کا دین ہمیں ہر لحاظ سے اچھا معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ بڑے بڑے گناہ جو ہم سے ہو چکے ہیں، ان کا کفارہ کیا ہوگا؟ اس وقت (سورۃ فرقان کی) یہ آیت (اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی ایسے شخص کو جسے قتل کرنا اللہ نے منع کر دیا ہو وہ بہ جز حق کے قتل نہیں کرتے) اور (سورۂ زمر کی) یہ آیت (میری جانب سے کہہ دو کہ اے میرے بندو! جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ) نازل ہوئی۔

ص ۱۴ کا شعر ہے:

بر سر کفر و دیں فشاں رحمتِ عام خویش را

عن ابی هریره قال: قيل يا رسول اللّٰه! ادع على المشركين، قال: انی لم ابعث لعانا و انما بعثت رحمة (۵۹)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر اصحاب رسولؐ نے عرض کی کہ حضور ان کافروں کے لیے بددعا کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، بل کہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

مطلب یہ کہ حضور انور ﷺ کی رحمت سب کے لیے ہے۔

ریگ عراق منتظر، کشت حجاز تشنہ کام
خونِ حسینؓ باز دہ کوفہ و شامِ خویش را

بال جبریل میں ہے:

قافلۂ حجاز میں ایک حسینؓ بھی نہیں
گرچہ ہے تاب دار ابھی گیسوئے دجلہ و فرات

حضرت امام حسینؓ نے اس آمر (حاکم) کی اطاعت نہیں کی، جو اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت نہ کرتا ہو، یہی ان کی شہادت کا پیغام ہے، خلیفہ کی اطاعت نہ کرنے کا واقعہ ایک حدیث میں بھی ملتا ہے:

بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم سرية و استعمل عليهم رجلا من الانصار، قال: فلما خرجوا قال: وجد عليهم في شئ فقال قال لهم اليس قد امركم رسول الله ان تطيعوني؟ قال: بلى، قال: فقال اجمعوا حطباً ثم دعا بنار فاضرمها فيه، ثم قال: عزمت عليكم لتدخلنها، قال: فهم القوم ان يدخلوها، قال: فقال لهم شاب منهم انما فردتم الىٰ رسول الله من النار فلاتعجلوا حتىٰ تلقوا النبى فان امركم ان تدخلوها فادخلوا، قال: فرجعوا الى النبى فاخبروه فقال لهم لو دخلتموها ما خرجتم منها ابداً انما الطاعة فى المعروف(٦٠)

حضور اکرم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، جس کی سرداری ایک انصاری کو دی۔ ایک مرتبہ وہ لوگوں پر سخت غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے، کیا تمھیں رسول اللہ ﷺ نے میری فرماں برداری کا حکم نہیں دیا؟ سب نے کہا کہ ہاں، بے شک دیا ہے۔ فرمانے لگے کہ اچھا لکڑیاں جمع کرو۔ پھر آگ منگوا کر لکڑیاں جلائیں، پھر حکم دیا کہ تم اس آگ میں کود پڑو۔ ایک نوجوان نے کہا کہ لوگو! سنو آگ سے بچنے کے لیے ہی تم نے دامن رسول اللہ ﷺ میں پناہ لی ہے۔ تم جلدی نہ کرو، جب تک کہ حضور اکرم ﷺ سے ملاقات نہ ہو جائے، پھر اگر آپ بھی یہی فرمائیں تو بے جھجک اس آگ میں کود پڑنا۔ چناں چہ یہ لوگ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم آگ میں چلے جاتے تو ہمیشہ آگ ہی میں رہتے، سنو! فرماں برداری صرف معروف میں ہے۔

ص۱۵ کا شعر ہے:

دوش بہ راہ بر زند، راہ یگانہ طے کند
می ندہد بہ دستِ کس عشق زمامِ خویش را

عشق (تقویٰ القلوب) خود راہ بر ہے۔ سورۂ آل عمران میں ہے:

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَایَضُرُّ کُمْ کَیْدُھُمْ شَیْئًا (۶۱)

اور اگر تم صبر (ہمت) اور تقویٰ (پرہیزگاری) کیے رہو تو ان (کفار) کا داؤ تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا۔

سورۃ الحجرات میں ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ (۶۲)

تم میں سے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے، جو تم میں سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔

یعنی خدا کا خوف رکھنے والا کسی دوسرے کا خوف نہیں کرتا اور نہ غیر اللہ کو خاطر میں لاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

عن ابی ذر قال ان النبی ﷺ قال له: انظر فانك لست بخير من احمرولا اسود الاان تفضله بتقوی اللّٰہ (۶۳)

حضور ﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ خیال رکھ کہ تو کسی سرخ و سیاہ پر کوئی فضیلت نہیں رکھتا، ہاں تقویٰ میں بڑھ جائے تو فضیلت والا ہے۔

ص۳۰ کا شعر ہے:

رہے بہ منزل آں ماہ سخت دشوار است
چناں کہ عشق بہ دوش ستارہ می گذرد

حضور انور ﷺ ستاروں سے آگے عرش تک پہنچے، جیسا کہ حدیث میں ہے:

قال البغوی روینا فی قصه المعراج عن شريك بن عبد اللّٰہ بن انس و دنی الجبار رب العزة فتدلی حتیٰ كان منه صلی اللّٰہ علیه وسلم قاب قوسين او ادنیٰ (۶۴)

بغوی نے لکھا ہے کہ قصۂ معراج میں شریک بن عبداللہ بن انسؓ کی روایت ہے کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا کہ واقعۂ معراج میں رب العزت قریب ہوا، پھر نیچے آیا، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے اتنا قریب ہو گیا، جیسے دو کمانوں کا فاصلہ، بل کہ اس سے بھی زیادہ قریب۔

ص۳۶ کا شعر ہے:

ہر زماں یک تازہ جولاں گاہ می خواہم ازو
تا جنوں فرمائے من گوید دگر ویرانہ نیست

قرآن پاک میں اللہ پاک اپنا عمل بیان فرماتے ہیں:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ○ (٦٥)

اسے ہر دن ایک کام ہے۔

تلارسول الله صلى الله عليه وسلم هذا الاية: (كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ) فقلنا: يا رسول الله وماذلك الشان؟ قال: ان يغفر ذنبا و يفرج كرباً و يرفع قوماً ويضع اخرين (٦٦)

رسول اکرم ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی تو صحابہ نے سوال کیا کہ حضور وہ شان کیا ہے؟ فرمایا کہ گناہوں کا بخشنا، دکھ کو دور رکھنا، لوگوں کو ترقی اور تنزل پر لانا۔

مطلب یہ کہ جب اللہ پاک ایسا (عمل والا) ہے تو پھر اس کے خلیفہ اور نائب کو بھی ہر وقت آمادۂ عمل ہونا چاہیے۔

ص ۴۰ کا شعر ہے:

تو بہ یک جرعۂ آب آں سوئے افلاک انداز

اللہ پاک اپنے بندے کو آسمانوں سے پرے بھیج سکتا ہے۔ حضور انور ﷺ اتنے قریب پہنچ گئے کہ دو ہاتھ یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ (دیکھیں ص ۳۰ کے شعر کی حدیث)

ص ۵۰ کا شعر ہے:

ما را ز مقام ما خبر کن
مائیم کجا و تو کجائی؟

اس شعر کے پہلے مصرع میں اجمال ہے۔ دوسرے میں اس کی تفصیل ہے، یعنی پہلے مصرع میں شاعر نے خدا سے یہ دریافت کیا ہے کہ ہمارا مقام کیا ہے؟

دوسرے مصرع میں اسی سوال کی وضاحت کی ہے کہ ہم کہاں ہیں اور تو کہاں ہے؟ اقبال نے اس شعر میں اس سوال کا جواب نہیں دیا ہے، لیکن جن لوگوں نے کلام اقبال کا

مطالعہ کیا ہے، ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے کہ اقبال کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ساری کائنات مظہر ذات باری ہے، یعنی ہر شے میں وہی جلوہ گر ہے:

تارے میں وہ، قمر میں وہ، جلوہ گہ سحر میں وہ
چشم نظارہ میں نہ تو سرمۂ امتیاز دے

لہٰذا اس سوال کا کہ تو کہاں ہے؟ جواب یہ ہے کہ وہ کہاں نہیں ہے؟ ہر جگہ موجود ہے، بل کہ وہی وہ ہے، اس کے سوا دوسری کوئی ہستی موجود ہی نہیں ہے، چناں چہ ارشاد ہوتا ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (٦٧)

اللہ ہی آسمانوں اور زمین یعنی ساری کائنات کا نور ہے۔

اور نور اسے کہتے ہیں جو خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کر دے۔ ایسے ہی الفاظ حضور انور ﷺ کی ایک دعا کے بھی ہیں:

انت نور السموات والارض ومن فیھن (٦٨)

ص ٥٦ کا شعر ہے:

شب من سحر نمو دی کہ بہ طلعت آفتابی
تو بہ طلعت آفتابی سزد ایں کہ بے حجابی

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کی کنہ تو مستور ہے، لیکن خود اس نے اپنے آپ کو نور سے تعبیر فرمایا ہے۔ تا کہ ہم ناقص العقل بندے اپنی بساط کے مطابق اس کی ذات وصفات کا کسی حد تک علم حاصل کر سکیں، وہ بہ ذاتِ خود کیا ہے؟ یہ تو وہی جانے، لیکن ہمیں سمجھانے کے لیے اس نے قرآن حکیم میں نور کی مثال دی ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (٦٩)

اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

اسی طرح کے الفاظ حدیث میں بھی آتے ہیں، جیسے:

اللّٰھم نور السموت الارض (٧٠)

ص ٥٩ کا شعر ہے:

چہ بہ گویمت ز جانے کہ نفس نفس شمارد

دمِ مستعار داری؟ غمِ روزگار داری؟

(دیکھیں ص ۳۶ کے شعر کی حدیث)

ص ۶۰ کا شعر ہے:

سخن بے پردہ گو باما، شد آں روزِ کم آمیزی

کہ می گفتند تو مارا چنیں خواہی، چناں خواہی

مطلب یہ کہ اے محبوب! وہ دور ختم ہو گیا، جب تو دوسروں کی معرفت مجھے اپنا پیغام بھیجا کرتا تھا، چوں کہ اب مجھ میں طاقتِ دیدار پیدا ہو گئی ہے، اس لیے اب تو مجھ سے بہ راہ راست خطاب کر۔

یہ مضمون اس حدیث سے ماخوذ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ سے فرمایا:

ما کلم اللہ احداً الا من وراءِ حجاب وانه کلم اباك کفاحاً(۷۱)

اللہ تعالیٰ نے کسی سے کلام نہیں کیا، مگر پردے کے پیچھے سے، لیکن تیرے باپ سے آمنے سامنے کلام کیا۔

ص ۶۱ کا شعر ہے:

مقام بندگی دیگر، مقام عاشقی دیگر

زنوری سجدہ می خواہی زخاکی بیش ازاں خواہی!

کہتے ہیں کہ مقام عاشقی، مقام بندگی سے بہت زیادہ بلند ہے۔ دوسرے مصرع میں اس کا ثبوت دیتے ہیں کہ دیکھ لو! خدا نے فرشتوں سے صرف سجدہ (عبادت) کا مطالبہ فرمایا، لیکن عاشقوں کو سرفروشی کا اشارہ فرمایا۔

واضح ہو کہ یہ مضمون قرآن حکیم کی اس آیت سے ماخوذ ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ(۷۲)

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے بدلے میں خرید لیے ہیں۔

اس آیت کے ذیل میں یہ حدیث مذکور ہے:

قال عبد اللّٰه بن رواحة لرسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم اشترط لربك نفسك ما شئت قال: اشترط لربك نفسك ما شئت، قال: اشترط لربى ان تعدوه ولاتشركوا به شيئا و اشترط لنفسى ان تمنعونى مما تمنعون منه انفسكم و اموالكم قالوا: فاذا فعلنا ذلك فما ذا لنا؟ قال الجنة (۷۳)

عبداللہ بن رواحہؓ نے بیعت کے وقت کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ اللہ کے لیے اور خود اپنے لیے بھی جو شرط چاہیں، ہم سے منوا سکتے ہیں تو حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے متعلق تو میں تم پر یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ اس کے سچے بندے بنے رہو، اس کی عبادت کیا کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ گردانو اور اپنے سے متعلق تم پر یہ شرط قرار دیتا ہوں کہ جن باتوں سے تم اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو بچاتے ہو، میرے بھی اسی طرح خیر خواہ بنے رہو تو پوچھا کہ پھر ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا: جنت۔

ص ۷۰ کا شعر ہے:

ہر چند زمیں سائیم برتر ز ثریائیم

انسان زمین پر رہتا ہے، لیکن مسجود ملائک ہے اور ثریا سے بہت بلند جاتا ہے۔ حضور انور ﷺ بھی معراج شریف میں کتنے بلند تشریف لے گئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

(دیکھیں ص ۳۰ کے شعر کی حدیث)

ص ۷۰ کا شعر ہے:

شایانِ جنونِ ما پہنائے دو گیتی نیست
ایں راہ گذر مارا، آں راہ گذر ما را!

(دیکھیں ص ۳۰ کے شعر کی حدیث)

ص ۷۵ کا شعر ہے:

بہ ضمیرت آرمیدم تو بہ جوشِ خود نمائی

بہ کنارہ برفگندی در آب دارِ خود را

اس شعر میں اقبال نے اس حدیث قدسی کی شرح کی ہے:

كنت كنزاً مخفيا فاردت ان اعرف فخلقت الخلق (۷۴)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تھا، جب میں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ پہچانا جاؤں، تو میں نے کائنات کو پیدا کیا۔

ص ۱۰۳ کا شعر ہے:

عمر ہا درکعبہ و بت خانہ می نالد حیات
تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں!

حق و باطل کی پرکھ میں خاصا وقت لگ جاتا ہے، تب کہیں عشق نصیب ہوتا ہے، جیسے حضرت سلمان فارسیؓ نے مجوسی اور عیسوی دین کو اختیار کرنے کے بعد سب کو چھوڑا اور حضور انور ﷺ سے اپنا رشتہ جوڑا۔ ایک حدیث میں ایسے عشق والوں کے لیے دگنے اجر کا ذکر ہے:

ثلاثه يؤتون اجرهم مرتين: لرجل من اهل الكتاب آمن نبيه و آمن بی فله اجران (۷۵)

تین شخصوں کو اللہ تعالیٰ دہرا اجر دے گا، ایک وہ اہل کتاب جو اپنے نبی پر ایمان لایا، پھر مجھ پر بھی ایمان لایا، اس کے لیے دہرا اجر ہے۔

ص ۱۰۶ کا شعر ہے:

گفتند جہانِ ما آیا بتو می سازد؟
گفتم کہ نمی سازد! گفتند کہ برہم زن!

اگر دنیا ہمارے مطابق نہیں چلتی تو اسے چلانا پڑے گا۔ جہاد (ہر معنی میں) اسی لیے فرض ہوا۔

حدیث میں ہے:

من مات ولم يغز ولم يحدث نفسه بالغذو مات ميتة جاهلية (۷۶)

جو شخص مرجائے اور اس نے نہ تو جہاد کیا ہو، نہ اپنے دل میں جہاد کی بات چیت کی ہو، وہ جاہلیت کی موت پر مرے گا۔

ص ۱۱۱ کا شعر ہے:

کشائے چہرہ کہ آنکس کہ لن ترانی گفت
ہنوز منتظر جلوہ کفِ خاک است

حدیث میں ہے:

تعلمون انه لن یری احد منکم ربه عز وجل حتی یموت (۷۷)

تم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو نہیں دیکھ سکتا۔

ص ۱۱۳ کا شعر ہے:

چو موج خیزد بہ یم جاودانہ می آویز
کرانہ می طلبی بے خبر کرانہ کجاست!

مشکلات کو اختیار کرو اور آسانیوں سے گریز کرو، پھر کامیابی ہے۔

خرج النبی صلی الله علیه وسلم یوما مسرورا فوحا وهو یضحك وهو یقول: لن یغلب عسر یسرین، ان مع العسر یسرا، ان مع العسر یسراً (۷۸)

نبی کریم ﷺ ایک دن خوش وخرم نکلے، مسکراتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک سختی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی۔ ایک سختی کے ساتھ ایک آسانی ہے، پھر اسی سختی کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔

مطلب یہ کہ مشکل اختیار کرنے سے آسانی حاصل ہوتی ہے۔

ص ۱۱۵ کا شعر ہے:

تخت جم و دارا سرِ راہے نفر و شند
ایں کوہِ گران است بکاہے نفر و شند
باخونِ دلِ خویش خریدن دگر آموز!

گزشتہ شعر کی حدیث دیکھیں۔

ص ۱۲۲ کا شعر ہے:

در نہادم عشق با فکرِ بلند آمیختند

نا تمامِ جاودانم کارِ من چوں ماہ نیست

قرآن میں ہمیشہ فکر بلند کے لیے بار بار تاکید ہے، مثلاً سورۃ الروم میں آیات ۱۹ سے ۲۷ تک (مسلسل) معالیٔ امور کے لیے فکر کی دعوت ہے۔ موت اور زندگی، مٹی سے تخلیق، پھر بشر ہو کر دنیا میں پھیل جانا، انسان کے جوڑے اور ان سے سکون باہمی، مودت اور رحمت، آسمانوں اور زمین کی پیدائش، زبان اور رنگ کا فرق، رات کا سونا اور دن میں اس کے فضل کا تلاش کرنا، بجلی کا چمکنا، کھیتی کا تیار ہونا، اس کے حکم سے آسمان اور زمین کا قائم رہنا، قیامت کا قائم ہونا، آسمانوں اور زمین کا اس کے زیرِ حکم ہونا، دوبارہ تخلیق ہونا...... سب معالی امور ہیں، جن پر فکر کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ایک حدیث بھی ہے:

ان اللہ یحب معالی الامور و یبغض سفسافھا (۷۹)

بے شک اللہ بلند کاموں کو پسند اور حقیر کاموں کو ناپسند کرتا ہے۔

ص۱۲۲ کا شعر ہے:

شعلۂ می باش و خاشاکے کہ پیش آید بسوز!
خاکیاں را در حریمِ زندگانی راہ نیست

جوش اور ولولہ، قوت اور طاقت کی ضرورت ہے۔ کم زور لوگ جو معالی امور کے لائق نہیں، وہ محض بے کار ہیں۔

حدیث میں ہے:

المومن القوی خیر و احب الی اللہ من المؤمن الضعیف (۸۰)

قوی مومن کم زور مومن سے خدا کے نزدیک زیادہ بہتر اور زیادہ محبوب ہے۔

ص۱۲۶ کا شعر ہے:

درمیان سینہ حرفے داشتم، گم کردہ ام
گرچہ پیرم پیش ملائے دبستانم برید

مسلمانوں نے قرآن چھوڑ دیا، حال آں کہ اس کے آقا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس کے لیے فرمایا تھا:

ترکت فیکم امرین کتاب اللہ و سنتی ان تمسکتم لن تضلوا (۸۱)

میں تم میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں جب تک ان دونوں کو تم مضبوط پکڑے رہو گے، ہرگز گمراہی میں نہ پڑو گے، ایک قرآن پاک اور دوسری میری سنت۔

ص۱۳۸ کا شعر ہے:

تاکِ خویش از گریہ ہائے نیم شب سیراب دار
کز درونِ او شعاعِ آفتاب آید بروں

اس شعر میں تہجد کا ذکر ہے، جس کی فضیلت کے بارے میں حدیث میں آتا ہے:

ورد عن رسول الله ﷺ انه سئل اى الصلوٰة افضل بعد المكتوبة؟
قال: صلاة الليل (۸۲)

حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ فرض نماز کے بعد کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ رات کی نماز تہجد۔

ص۱۵۳ کا شعر ہے:

عشق اندر جستجو افتاد و آدم حاصل است

اس دنیا کے پیدا کرنے کا مقصد صرف انسان ہے۔

حدیث میں ہے:

لولاك لماخلقت الافلاك (۸۳)

ص۱٦٦ کا شعر ہے:

تو کیستی؟ زکجائی؟ کہ آسمانِ کبود
ہزار چشم براہ تو از ستارہ کشود!

آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ (۸۴) بتایا گیا ہے اور بنی آدم میں سے بہترین ہستی کو (یعنی حضور ﷺ کو) اللہ پاک نے عرش پر بلایا۔

(دیکھیں ص۳۰ کے شعر کی حدیث)

ص۱۷۳ کا شعر ہے:

چوں ز مقامِ نمود نغمۂ شیریں زنم
نیم شباں صبح را میل دمیدن دہم!

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل و ملائکۃ بالنھار، ویجتمعون فی صلاۃ الصبح، وفی صلاۃ العصر ......(۸۵)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ رات اور دن کے فرشتے تم میں برابر پے در پے آتے رہتے ہیں۔ صبح کی اور عصر کی نماز کے وقت ان کا اجتماع ہوتا ہے۔

بالکل اسی طرح انسان کو بھی عملی طور پر بیدار ہو جانا چاہیے۔

ص ۱۹۷ شعر ہے:

پیدا بضمیرم او، پنہان بضمیرم او

این است مقام او، دریاب مقام من!

بہت بلیغ اور بلند پایہ شعر ہے۔ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ میری ہستی سے بھی ظاہر ہو رہا ہے اور میری ہستی میں پوشیدہ بھی ہے، پنہاں بھی وہی ہے پیدا بھی وہی ہے، جیسا کہ وہ خود قرآن پاک میں فرماتا ہے:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (۸۶)

اسی طرح کے الفاظ حدیث میں بھی آتے ہیں، جیسے:

اے اللہ تو ہی (سب سے) اول ہے۔ تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی (سب کے) آخر ہے۔ تیرے بعد کوئی چیز نہیں اور تو ہی ظاہر ہے، تجھ سے بالا کوئی چیز نہیں اور تو ہی مخفی ہے، تجھ سے زیادہ اندرونی کوئی چیز نہیں......(۸۷)

ص ۲۱۵ کا شعر ہے، سوال نمبر ۳:

وصالِ ممکن و واجب بہم چیست؟

حدیث قرب و بعد و بیش و کم چیست؟

اس کے جواب میں ہے:

کماں را زہ کن و آماج دریاب

ز حرفم نکتۂ معراج دریاب

ممکن الوجود کا واجب الوجود سے اتصال اس انداز سے ہوسکتا ہے، جیسا کہ حضور

انور ﷺ کو معراج شریف میں حاصل ہوا۔

(دیکھیں ص ۳۰ کے شعر کی حدیث)

ص ۲۱۵ کا شعر ہے:

مجو مطلق دریں دری مکافات
کہ مطلق نیست جز نور السمٰوٰت

اقبال نے مطلق کو نور السمٰوٰت سے تعبیر کیا ہے۔ یہ ترکیب قرآن شریف کی اس آیت سے ماخوذ ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۸۸)

نور سے مراد وجود ہے، یعنی اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وجود ہے، یہی وجود مطلق تمام اشیائے کائنات سے ظاہر ہو رہا ہے۔

حدیث میں حضور انور ﷺ کی ایک دعا کے الفاظ بالکل اسی طرح ہیں، وہ یہ ہیں:

اللّٰھم نور السمٰوٰت والارض (۸۹)

ص ۲۱۶ کا شعر ہے:

مہ و سالت نمی ارزد بیک جو
بحرف "کم لبثتم" غوطہ زن شو

اقبال کہتے ہیں کہ تیرے اس زمانِ مسلسل کا کہیں وجود نہیں ہے، یعنی جس طرح یہ کائنات اعتباری ہے، اسی طرح زمان و مکان بھی اعتباری ہیں، اگر تجھے شک ہو تو "کم لبثتم" میں غور کر کے دیکھ لے، حقیقتِ زمان و مکان آشکار ہو جائے گی۔

واضح ہو کہ یہ الفاظ اس آیت سے ماخوذ ہیں:

قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِی الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَo (۹۰)

قیامت کے دن خدا گناہ گاروں سے دریافت کرے گا کہ تم دنیا میں کتنے عرصہ تک رہے۔ اسی طرح کے الفاظ حدیث میں بھی ملتے ہیں:

ان اللہ اذا ادخل اھل الجنة الجنة و اھل النار النار قال: یا اھل الجنة کم لبثتم فی الارض عدد سنین! قالوا: لبثنا یوما او بعض یوم

قال: لنعم ما اتجرتم فی یوم اوبعض یوم ، رحمتی وضوافی وجنتی امکثوا فیھا خالدین مخلدین ثم قال: یا اھل النار کم لبثتم فی الارض عدد سنین؟ قالوا: لبثنا یوما او بعض یوم، فیقول بئس ما اتجرتم فی یوم او بعض یوم، ناری وسخطی امکثوا فیھا خالدین مخلدین (۹۱)

جب جنتی اور دوزخی اپنی اپنی جگہ پہنچ جائیں گے تو جناب باری عزوجل مؤمنوں سے پوچھے گا کہ تم دنیا میں کتنی مدت رہے؟ وہ کہیں گے کہ یہی کوئی ایک آدھ دن۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر تو تم بہت ہی اچھے رہے کہ اتنی سی دیر کی نیکیوں کا یہ بدلہ پایا کہ میری رحمت ورضامندی اور جنت حاصل کر لی، جہاں ہمیشگی ہے۔ پھر جہنمیوں سے یہی سوال ہوگا، وہ بھی اتنی ہی مدت بتلائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تمہاری تجارت بڑی گھاٹے والی ہوئی کہ اتنی سی مدت میں تم نے میری ناراضی، غصہ اور جہنم کو خرید لیا، جہاں تم ہمیشہ پڑے رہو گے۔

ص۲۲۰ کا شعر ہے:

بخلوت ہم بجلوت نورِ ذات است
میانِ انجمن بودن حیات است

اس مصرع میں کہ ''بخلوت ہم بجلوت نور ذات است'' اقبال نے وحدۃ الوجود کی تعلیم دی ہے، یعنی خلا اور ملا دونوں میں وہی جلوہ گر ہے، اس کے علاوہ اور کوئی موجود نہیں ہے۔ یہ مضمون اس آیت سے ماخوذ ہے:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (۹۲)

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔

اسی طرح کے الفاظ حضور انور ﷺ کی ایک دعا میں بھی ملتے ہیں، وہ دعا یہ ہے:

اللّٰھم نور السمٰوٰت والارض (۹۳)

ص۲۳۲ کا شعر ہے:

چناں باذاتِ حق خلوت گزینی!
ترا او بیند و او را تو بینی!

(دیکھیں ص ۳۰ کے شعر کی حدیث)

ص ۲۳۲ کا شعر ہے:

منور شو زنور ''من یرانی''
مژہ برہم مزن تو خود نمانی

اے مخاطب! یہ دولت صرف عشق رسول ﷺ سے حاصل ہوسکتی ہے۔ اس لیے تو اپنی خودی کو ''من یرانی'' کے نور سے منور کر لے۔ اس مصرع میں تلمیح ہے، اس حدیث کی طرف:

من رانی فی المنام فقد رای الحق

جس نے مجھے خواب میں دیکھا، گویا اس نے حق دیکھا۔ (۹۴)

حوالے

۱۔ السیوطی۔ الدرالمنثور۔ دارالفکر، بیروت: ج ۲، ص ۲۲۵

۲۔ امام احمد۔ مسند احمد۔ بیروت: ج ۲، ص ۳۵۳، رقم ۶۵۲۱

۳۔ امام ترمذی۔ السنن۔ مصطفیٰ الحلبی: رقم ۲۶۸۲

۴۔ مشکوٰۃ۔ المکتب الاسلامی: رقم ۲۴۹۳

۵۔ بخاری

۶۔ بیہقی۔ السنن الکبریٰ۔ بیروت: ج ۵، ص ۲۲۵۔ ج ۹، ص ۱۷۷

۷۔ امام بخاری۔ الصحیح۔ دارالفکر: ج ۱، ص ۳۔ ج ۶، ص ۲۱۴۔ ج ۹، ص ۳۷

۸۔ ابن کثیر۔ تفسیر ابن کثیر: ج ۲، ص ۲۹۹

۹۔ السنن الکبریٰ: ج ۹، ص ۱۱۸

۱۰۔ معارف اقبال۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں۔ اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ، ۱۹۷۸ء، کراچی: ص ۴۸

۱۱۔ مولانا روم۔ مثنوی: شعر ۲۱۱۳

۱۲۔ مسند احمد: ج ۴، ص ۴۴۰، رقم ۱۳۷۲۹

۱۳۔ ایضاً: ج ۲، ص ۴۷۰، رقم ۷۱۸۲

۱۴۔ ایضاً: ج ۲، ص ۲۹۶، رقم ۱۵۷۷

۱۵۔ ایضاً: ج۲،ص۳۴۷،رقم۶۴۷۹

۱۶۔ قرطبی۔ الجامع لاحکام القرآن۔ دار الکتب المصریۃ: ج۱۶،ص۲۰۲۔ ج۱۷،ص۱۰۰

۱۷۔ مشکوٰۃ: ص۶۴

۱۸۔ مسند احمد: ج۳،ص۵۷۹،رقم۱۱۸۶۹

۱۹۔ اسرار خودی: ص۲۵

۲۰۔ مشکوٰۃ: ص۱۹۷

۲۱۔ جمع الفوائد۔ میرٹھ: ج۲،ص۲۰۰

۲۲۔ الترغیب والترہیب۔ مصطفیٰ الحلبی: ج۴،ص۱۵۲

۲۳۔ الدر المنثور: ج۲،ص۲۳۷

۲۴۔ طبرانی۔ المعجم الکبیر: ج۶،ص۲۰۴،رقم۶۰۱۷

۲۵۔ مسند احمد: ج۳،ص۳۹۶،رقم۱۰۷۵۹

۲۶۔ الشعراء: ۲۲۴

۲۷۔ ابن حجر۔ فتح الباری: ج۱۰،ص۵۳۹

۲۸۔ معارف: ص۵۲

۲۹۔ مشکوٰۃ: رقم۵۲۱۳

۳۰۔ مسند احمد: ج۶،ص۱۱۲،رقم۶۵۴۱

۳۱۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ تفسیر مظہری: ص۲۰۵

۳۲۔ معارف القرآن۔ کراچی، ۱۹۸۹ء: ج۴،ص۵۵۱

۳۳۔ تفسیر مظہری: ص۱۳۰

۳۴۔ آل عمران: ۹۲

۳۵۔ مسند احمد: ج۳،ص۶۰۴،رقم۱۲۰۳۰

۳۶۔ الانفال: ۶۰

۳۷۔ ابوداؤد۔ ای طبعۃ مرقمۃ: رقم۲۵۱۴

۳۸۔ عجلونی۔ کشف الخفاء: رقم۲۰۱۶

۳۹۔ مسند احمد: ج۲،ص۱۷،رقم۶۴۱

۴۰۔ الفتح:۱۰
۴۱۔ بخاری:ج۱،ص۵۱۵
۴۲۔ شبلی نعمانی۔سیرۃ النبی ﷺ:ج۳،ص۷۹۷
۴۳۔ ارجح المطالب:ص۵۷
۴۴۔ جمع الفوائد:ج۲،ص۲۱۲
۴۵۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں۔معارف اقبال:ص۵۴
۴۶۔ مقالات زواریہ۔مولانا سید زوار حسین شاہ۔زوار اکیڈمی پبلی کیشنز،کراچی،۱۹۹۸ء:ص ۲۹۸
۴۷۔ بخاری:ج۲،ص۱۸۸۔ج۶،ص۱۴۳
۴۸۔ تاریخ اصبہان لابی نعیم:ج۱،ص۲۵۱۔ج۲،ص۱۳۸
۴۹۔ مسند احمد:ج۲۰،ص۲۰۲
۵۰۔ البقرہ:۱۴۳
۵۱۔ بخاری:ج۹،ص۱۳۲
۵۲۔ مقالات زواریہ:ص۴۳۳
۵۳۔ مسند احمد:ج۶،ص۳۰۷،رقم ۲۱۵۲۴
۵۴۔ ایضاً:ج۳،ص۵۶،رقم ۸۵۸۱
۵۵۔ کشف الخفاء:ج۲،ص۲۴۴
۵۶۔ مسلم:ج۲،۲۳۷
۵۷۔ الزمر:۵۲
۵۸۔ تفسیر ابن کثیر:ج۳،ص۲۲۵۔۱۹۸۱ بیروت
۵۹۔ مسلم:ج۲،ص۳۲۳
۶۰۔ مسند احمد:ج۱،ص۱۳۲،رقم ۶۲۳
۶۱۔ آل عمران:۱۲۰
۶۲۔ الحجرات:۱۳

۶۳۔ مسند احمد: ج۶،ص ۱۹۸، رقم ۲۰۸۹۸

۶۴۔ تفسیر مظہری: سورۃ النجم، ص ۱۰۵

۶۵۔ الرحمٰن: ۲۹

۶۶۔ تفسیر ابن کثیر: ج۳،ص ۴۱۸

۶۷۔ النور: ۳۵

۶۸۔ ابوداؤد۔السنن: ج۱،ص ۲۱۱

۶۹۔ النور: ۳۵

۷۰۔ ابوداؤد: ج۱،ص ۲۱۱

۷۱۔ ترمذی: رقم ۳۰۱۰

۷۲۔ التوبۃ: ۱۱۱

۷۳۔ تفسیر طبری: ج۲۸،ص ۵۹

۷۴۔ عجلونی۔کشف الخفاء: رقم ۲۰۱۶

۷۵۔ ابن کثیر

۷۶۔ ابن کثیر: رقم ۱۸۹۱۔بیروت ۱۹۸۱ء

۷۷۔ مسند احمد: ج۶،ص ۶۰۳، رقم ۲۳۱۶۰

۷۸۔ بیہقی۔شعب الایمان: رقم ۱۰۰۱۳

۷۹۔ جمع الجوامع: رقم ۵۱۹۲

۸۰۔ مسلم: ج۲،ص ۴۱۵

۸۱۔ کنز العمال: رقم ۱۶۶۷

۸۲۔ ابن کثیر: ج۲،ص ۳۹۲

۸۳۔ اتحاف السادۃ المتقین: ج۶،ص ۲۴۶

۸۴۔ الانعام: ۱۶۶

۸۵۔ مسند احمد: ج۳،ص ۲۶۷، رقم ۹۹۳۶

۸۶۔ الحدید: ۳

۸۷۔ اتحاف السادۃ المتقین: ج ۵، ص ۱۱۵

۸۸۔ النور: ۳۵

۸۹۔ سنن ابوداؤد: ج ۱، ص ۲۱۱

۹۰۔ المومنون: ۱۱۲

۹۱۔ ابن کثیر: ج ۲، ص ۵۷۸

۹۲۔ النور: ۳۵

۹۳۔ سنن ابوداؤد: ج ۱، ص ۲۱۱

۹۴۔ شرح السنۃ: ج ۱۲، ص ۲۲۶